<u>دارالعلوم زاہدان کا تعارف:</u>

حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
(قسط نمبر ۱۲)

مولانا سمیع الحق اور مولانا حسن جان شہیدؒ کا سفر زاہدان

''مظلوم شہید مولانا حسن جانؒ کی زاہدان اور تہران میں دو تقاریر''

<u>زاہدان روانگی واستقبال:</u> اتوار ۹ مئی ۲۰۰۴ء کو ہم طے شدہ پروگرام کے مطابق مولانا عبدالحمید مدظلہ کی دعوت پر زاہدان روانہ ہوئے۔ تہران سے بذریعہ جہاز جانا ہوا۔ مولانا عبدالحمید جو تہران کانفرنس میں شرکت کے لئے پہلے سے یہیں موجود تھے' وہ بھی ہمارے ساتھ اکٹھے اسی فلائٹ میں تھے۔ ڈیڑھ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد پونے بارہ بجے ہم صوبہ بلوچستان کے مرکزی شہر زاہدان پہنچے۔ ایئرپورٹ پر زاہدان اور گردونواح کے سینکڑوں سنی اور شیعہ علماء کرام مولانا سمیع الحق اور شیخ الحدیث مولانا حسن جانؒ کے استقبال کیلئے پہلے سے دورویہ قطاروں میں کھڑے خوش آمدی اور ترحیبی کلمات کہنے میں مصروف نظر آئے۔

<u>حوزہ علمیہ زاہدان میں:</u> پرتپاک والہانہ استقبال مصافحوں اور معانقوں سے فراغت کے بعد ہمیں گاڑیوں کے ایک قافلہ میں حوزہ علمیہ زاہدان کی طرف روانہ کیا گیا۔ زاہدان کی سڑکوں اور تعمیرات وغیرہ سے اندازہ ہوا کہ یہ ایران کے دیگر ترقی یافتہ شہروں سے کافی پیچھے ہے۔ آدھ گھنٹے کے بعد ہم اپنی منزل مقصود پہنچ آئے۔ مدرسہ کی بیرونی گلی سے لے کر دفتر تک تمام طلباء منظم انداز میں دورویہ قطاروں میں کھڑے استقبال کیلئے گرمجوشی سے نعرہائے تکبیر اور زندہ باد کے نعرے لگانے میں مصروف عقیدت ومحبت کے جذبات پیش کرر ہے تھے۔

<u>علماء کرام سے ملاقاتیں:</u> ہمیں سب سے پہلے یہاں دفتر مدیریت لے جایا گیا۔ جہاں مختلف علماء کرام سے ملاقات ہوئی۔ ان میں مولانا یار محمد تلمیذ خاص مولانا مفتی محمود' مولانا احمد منتظم مدرسہ' مولانا محمد گل مہتمم مخزن العلوم' مولانا مفتی محمد قاسم' استاذ تخصص وافتاء' مولانا نعمت اللہ استاذ تفسیر و مدیر مدرسہ حمادیہ' مولانا محمد عثمان مہتمم مدرسہ خاش ' مولانا عبدالرحمٰن تلمذ مولانا بنوریؒ آف قلعہ گان اور دیگر علماء جن کے نام نوٹ نہ کئے جاسکے' شامل تھے۔ یہاں جو گفتگو ہوئی اس کی ایک جھلک پیش خدمت ہے: مولانا یار محمد نے کہا کہ ایران میں شیعہ سنی تعصب نہیں پایا جاتا۔ مولانا سمیع الحق نے مدرسہ کی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مولانا عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد کافی ترقی اور مزید برکات کا ظہور ہوا ہے۔ جس کے جواب میں مولانا عبدالحمید نے کہا کہ ان کی خواہش تھی کہ مدرسہ کی ترقی ان کی وفات کے قریب

ظہور شروع ہو۔ وفات سے قبل ان کی حالت یہ تھی کہ کثرت سے روتے تھے۔ اور وہ دعائیں رنگ لانے لگیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے قیام کا پس منظر: مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمارے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے چھوٹے سے گاؤں میں اصلها ثابت وفرعها في السماء کے مصداق مدرسہ کو کافی ترقی سے نوازا۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ کا مولانا عبدالعزیزؒ کے ساتھ کافی ربط و تعلق رہا ہے۔ مولانا عبدالحقؒ دارالعلوم دیوبند میں تقسیم سے قبل استاد تھے ممکن ہے مولانا عبدالعزیزؒ نے وہاں ان سے پڑھا بھی ہو۔ تقسیم کے بعد مولانا عبدالحقؒ دیوبند کے اساتذہ کے اصرار کے باوجود نہ جاسکے۔ ایک تو حالات خراب تھے' دوسری طرف انکے والد نہ جانے پر مُصر تھے۔ تدبیر الٰہی یہی تھی کہ یہاں پاکستان میں افغانستان کی سرحد پر ایک چھاؤنی بنے۔ ابتداء میں مدرسہ کے نام وشہرت کا کوئی خاص خیال بھی نہیں تھا۔ اسی طرح توکلا علی اللہ غیر اختیاری۔ والد محترم نے ہندوستان نہ جاسکنے والے طلباء کو اپنے گھر کے متصل مسجد میں ایک شہتوت کے درخت کے نیچے درس دینا شروع کیا۔ تمام کتب تن تنہا پڑھاتے تھے۔ چھ مہینے کے بعد کسی طالب علم نے یا نہ معلوم کس نے ایک دیوار پر دارالعلوم حقانی لکھ دیا۔ اور پھر اس کی تصحیح دارالعلوم حقانیہ کیساتھ کی گئی۔ دارالعلوم دیوبند کے بعض دیگر اساتذہ بھی تقسیم کے بعد نہ جاسکے۔ جن میں مولانا ادریس کاندھلویؒ بھی شامل تھے۔ مولانا یار محمد نے مولانا عبدالحمید کے بارے میں کہا کہ اللہ نے ان کو استعداد سے نوازا ہے' فراغت کے بعد اس مدرسہ کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالعزیز کا نعم البدل ٹھہرایا۔ جس پر مولانا عبدالحمید نے کہا کہ یہ ان علماء کا حسن ظن ہے۔

زاہدان 'مولانا عبدالعزیزؒ اور دارالعلوم زاہدان کا تعارف: مفتی قاسم نے زاہدان اور مدرسہ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ اس شہر کی آبادی دوملین ہے جس میں اکثریتی آبادی بلوچ اہل سنت قومیت کی ہے۔ ۷۰ برس قبل اس کا نام دوزداب تھا' تذکرہ سیر افغانستان میں سید سلیمان ندوی نے اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ مولانا عبدالعزیز جو مفتی کفایت اللہؒ کے خاص شاگرد اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ و حکیم الامت قاری محمد طیبؒ کے خلیفہ مجاز تھے' نے جامعہ امینیہ دہلی سے فراغت پانے کے بعد یہاں ۳۲ برس قبل اس مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ وہ خود سرباز کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد مولانا عبدالحمید اس کے نگران ومسؤل ٹھہرے جو ان کے داماد بھی ہیں۔ اس وقت مدرسے میں ایک ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں جن میں دورۂ حدیث کے ۷۰ طلباء ہیں' درس نظامی کے علاوہ تخصص فی الفقہ' دارالافتاء اور دارالتصنیف کے شعبہ جات بھی ہیں۔ مولانا مفتی خدانظر یہاں کے مفتی ہیں جن کا فتاویٰ محمود الفتاوی کے نام سے چھپا ہے۔ اس مدرسہ کی اور بھی مختلف شاخیں ہیں۔ یہاں بھی پاکستان کی طرز پر مدارس کا ایک وفاق ''اتحاد المدارس العربیہ'' بنایا گیا ہے۔ اس کا مرکزی دفتر یہاں زاہدان شہر میں واقع ہے۔ باضابطہ تمام مدارس کا اس وفاق کے زیر انتظام ایک ساتھ امتحان لیا جاتا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے علیحدہ علیحدہ ہاسٹلز' تربیت گاہوں

اور درسگاہوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایک سہ ماہی مجلہ "ندائے اسلام" کے نام سے فارسی اور انگریزی زبان میں یہاں سے شائع کیا جاتا ہے ۔جسکی اشاعت کی تعداد دس ہزار تک ہے۔ کالجوں' یونیورسٹیوں اور اسکولوں کے طلباء کیلئے چھٹیوں میں دینی تعلیم کے علیحدہ کورسز کروائے جاتے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں تبلیغی جماعت کی طرح دعوت وتبلیغ کیلئے اس مدرسہ کے طلباء پورے صوبہ بلوچستان میں پھیل جاتے ہیں۔ ایک شعبہ مدرسۃ البنات کا ہے جس میں ۷۰۰ لڑکیاں سات سالہ نصاب پڑھتی ہیں۔ تکمیل دراسات کے بعد شہادۃ الفاضلات سے ان کو نوازا جاتا ہے۔ ہر سال سالانہ فارغ التحصیل فضلاء کی دستار بندی کیلئے ایک جلسہ کا انعقاد ہوتا تھا' جس میں تقریباً پچاس ہزار تک کا مجمع ہوتا ہے پچھلے برس مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا عزیز الرحمٰن مدیر مسؤل ماہنامہ "البلاغ" کراچی' اس جلسے میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ اس جلسے کی مکمل تفصیل "البلاغ" میں چھپی تھی۔ عربی زبان کی تعلیم کیلئے قسم العربی اور تعلیم المباشر کے نام سے دو شعبے کام کرتے ہیں۔ نئے اور جدید مسائل پر بحث اور حتمی فیصلہ دینے کیلئے ایک کمیٹی مجمع الفقہی کے نام سے بنائی گئی ہے' جس میں علماء کرام ہر مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر کرتے ہیں۔ رفاہی اور فلاحی کاموں کیلئے صندوق العزیزیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جسکے تحت غریب فقراء اور نچلے طبقات کو قرضے دیئے جاتے ہیں۔ اس ادارے کے زیر انتظام ایک ہسپتال بھی بنایا گیا ہے۔ ایک دوسرا رفاہی ادارہ خیریہ زلزلہ زدگان کی مدد کیلئے بھی کام کرتا ہے۔ دارالافتاء کے علاوہ دارالقضاء کا علیحدہ انتظام بھی ہے' جہاں لوگ اپنے مسائل ونزاعات حل کروانے کیلئے پہلے مولانا عبدالعزیزؒ اور اب مولانا عبدالحمید کے پاس لاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کا کام بھی کافی زور وشور سے زاہدان کی مساجد میں ہوتا ہے۔ تبلیغی جماعت کا ایک مرکز مولانا عبدالحمید کی سرپرستی میں چل رہا ہے' جس میں شب جمعہ کو علاقہ بھر کے لوگ جمع ہو کر مختلف علماء سے دین کی تعلیمات پاتے ہیں۔ اس مجلس کے اختتام پر سوا ایک بجے' ہمیں مدرسہ کے مختلف شعبہ جات کے معائنہ کیلئے لے جایا گیا۔ طلبا کی اقامت کا ایک بڑا چار منزلہ ہاسٹل' درسگاہیں' دارالحدیث' مطبخ' مطعم اور عظیم جامع مسجد ہمیں دکھائے گئے۔ مسجد میں ہم نے نماز ظہر بھی ادا کی۔ بعد میں کھانے سے فراغت پر مدرسہ کے مہمان خانے میں قیلولہ کا موقع ملا۔ بعد از نماز عصر مولانا سمیع الحق اور مولانا حسن جان کا علماء سے خصوصی خطاب ایک بڑے ہال میں رکھا گیا۔ شہر اور گرد ونواح کے کئی درجن علماء اس موقع پر موجود تھے۔ مولانا حسن جان شہیدؒ کے عربی خطاب کا خلاصہ کچھ یوں تھا:

<u>حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ کا خطاب:</u> حمد وثنا اور خطبہ کے بعد فرمایا کہ آپ علماء کے سامنے وعظ وتبلیغ کرتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔ آپ میں سے اکثر کا تجربہ اور علم مجھ سے زیادہ ہے۔ لیکن مولانا عبدالحمید کا حکم ہے اس لئے کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔ اے بھائیو! آپ نے علم حاصل کیا ہے اور اب تدریس میں مصروف ہیں' آپ کو معلوم ہے کہ شریعت کسے کہتے ہیں؟ آپ نے اس کی مختلف حدود پڑھی ہیں۔ صاحب التلویح نے یوں تعریف کی ہے:

معرفة حقوق الله وحقوق العباد وما يجب لها و عليها

آپ علمائے شریعت ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ شریعت کا موضوع انسان ہے اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کی طرف احکام بھیجے ہیں۔ مطلق انسان اس کا موضوع نہیں ہے۔ احکام عام ہیں' اس میں عقائد اور اعمال دونوں شامل ہیں۔ علم سیکھتے ہیں تو اس کا ایک غرض بھی آپ نے پڑھا ہے' غرض اس کا سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح ہے اور دوسرے درجہ میں پورے عالم اسلام کی اصلاح۔

اصلاح نفس: سب سے پہلے انسان کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام چونکہ معصومین ہیں اس لئے انہیں اپنی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ جب کہ ہم عام انسانوں کو پہلے اپنی اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ اب اس اصلاح نفسانی کے کچھ اصول ہیں ان میں پہلا اصول اصلاح نیت ہے۔ نیت پر ہی تمام اعمال کا دارومدار ہوتا ہے۔ اگر نیت صحیح ہوگی تو عمل بھی صحیح ہوگا۔ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ علماء نے اپنی کتابوں کی ابتداء اسی اصلاح نیت والی حدیث انما الاعمال بالنيات سے کی۔ اصلاح نفس کے سلسلے میں دوسری بات اپنے مشائخ سے ادب برتنے کا ہے۔ دین سارا کا سارا ادب سے عبارت ہے۔ سورۃ الحجرات کے ابتدائی آیات میں اسی مسئلہ کا بیان ہے' یہ موضوع کافی طویل ہے۔ ادب میں پھر کتاب اللہ کا ادب' مشائخ عظام کا ادب اور مسجد کا ادب سرفہرست ہے۔ تیسری بات اصلاح نفس کے سلسلے میں تقویٰ اپنانا ہے۔ تقویٰ کی تعریف آپ نے بیضاوی شریف میں پڑھی ہے کہ گیارہ صفات اپنانے سے یہ حاصل ہوگی۔ تفصیل وہاں دیکھ لیجئے۔ میں اپنی بات مختصر کروں گا۔

اصلاح عالم: علم کا دوسرا غرض اصلاح عالم ہے۔ اس کیلئے تین اشیاء کی ضرورت ہے۔ (۱) علم کلی متحقق کا ہونا۔ اس لئے کہ جب آپ کو کسی مسئلہ کا علم نہ ہوگا تو پھر آپ دوسروں کی اصلاح کس طرح کریں گے۔ اس لئے علمی عبور اصلاح عالم کیلئے اولین شرط ہے۔ قرآن مجید میں بھی اسکی طرف اشارہ ملتا ہے۔ قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني ۔ على بصيرة کا معنی على علم سے کیا گیا ہے۔ اگر آپکو کسی مسئلہ کا علم نہ ہو تو پھر اس سلسلے میں دوسرے بڑے اکابر علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ بدون علم فتویٰ دینا یہ تباہی کا دروازہ ہے۔ (۲) حکمت: اصلاح عالم کے لئے حکمت اختیار کرنا بھی ضروری ہے اس کی طرف اشارہ قرآن میں اس طرح ہوا ہے: ادع الى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة۔ ایک عالم کو چاہیے کہ لوگوں کی اصلاح کیلئے انہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب اور فضائل سنائے اور انہیں تحریص پر ابھارے۔ (۳) تیسری چیز ہے بلاغت۔ بلاغت کہتے ہیں کہ مناسب حال اور سامعین کو دیکھ کر کسی چیز کا بیان کرنا۔ اگر تفصیل کا مقام ہو تو تفصیل سے ورنہ تو اجمال اختیار کیا جانا چاہیے۔

صبر و برداشت: دین کی اشاعت کے سلسلے میں ہمیں صبر کا دامن بھی پکڑنا ہوگا۔ سختیاں برداشت کرنی ہوں گی۔

ہمارے بڑوں نے سختیاں اور تکالیف جھیل کر یہ دین ہم تک پہنچایا ہے' امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ العلماء ورثۃ الانبیاء لیکن یہ وارثت صرف فضائل و مناقب میں نہیں بلکہ مصائب میں بھی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام دین کی خاطر قتل کئے گئے ان پر آرے چلائے گئے۔ تو ان چیزوں کیلئے بھی تیار رہنا ہوگا۔ میں اپنی غیر مرتب باتیں اسی پر ختم کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو دین کی نشر و اشاعت کا قلعہ بنائے اور آپ ہم سب کو صحیح اور حقیقی معنوں میں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا خطاب: علماء کرام کی اس مجلس سے مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا' جس کا خلاصہ یہ ہے: حمد و ثنا کے بعد لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ' وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ○ واجب الاحترام علماء و مشائخ عظام اور اس مدرسے کے اساتذہ کرام مولانا حسن جان صاحب نے علماء کے فرائض اور ذمہ داریوں پر جامع انداز میں روشنی ڈالی۔

دین کی خدمت الٰہی احسان: حقیقت یہ ہے کہ ہم خود طالب علم ہیں۔ آپ سے کچھ سننا' سمجھنا اور جاننا چاہتے ہیں۔ ہم سب کا ایک ہی برادری سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو دین کی خدمت کی توفیق دی ہے' یہ احسان عظیم ہے اس پُرفتن دور میں مادہ پرستی اور مغربیت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر طرف سے موڑ کر دین کی طرف متوجہ کیا ہے۔ درس و تدریس کی خدمت اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ آپ کا مقام وراثت نبوت کا ہے۔

منصب علم کے تقاضے: اس منصب کے کچھ تقاضے ہیں جس میں ہم مصروف ہیں۔ اور وہ تین چیزیں ہیں جو قرات شدہ آیت میں بعثت رسول کے تین مقاصد کے تحت قرآن مجید میں دو تین مقامات پر ایک ہی مضمون کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔ (۱) تلاوت آیت (۲) تعلیم کتاب و حکمت (۳) تزکیہ اخلاق

علماء کا کام ہے دنیا کو آلائیشوں اور فتنوں سے بچانا اور چاروں اطراف سے جو بہیمت کا طوفان اٹھا ہے اس کے سامنے بند باندھنا ہے۔ انسانیت آج سسک رہی ہے۔ انسان انسانیت کے مقام سے گر گیا ہے۔ اگر انسان انسانی قدروں پر کاربند ہو تو تب ہی وہ انسان کہلاتا ہے۔ ورنہ تو کالانعام بل ھم اضل

آج مغرب و مادہ پرست لوگ انسانیت اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ ہر طرف لوٹ مار اور ایک دوسرے کے پاؤں مارنا ہر ایک کا شیوہ بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے نتیجے میں بے چینی اور عدم سکون کا ماحول ہر طرف چھا گیا ہے۔ اور انسانیت ہلاکت کی طرف بڑھ رہی ہے' اب ہمارا کام ہے کہ انسانیت کو ہلاکت سے روکیں۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسانوں کی مثال پروانوں کی طرح ہے' جو شمع پر ٹوٹتے ہیں اور آگ میں خود کو ڈال کر مرتے اور جلتے ہیں۔ میں انہیں پکڑتا ہوں۔ انا اخذ بحجزکم ۔ حضور اقدس ﷺ ایک ایک شخص کے پیچھے بھاگتے تھے

اور اسے کمر سے پکڑ کر جہنم سے بچاتے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک ماں کا بچہ اس کے سامنے پانی میں ڈوبے تو وہ اس کے پیچھے بھاگ کر اسے بچاتی ہے' یا کسی طوفان میں اس کا بچہ گھر جاتا ہے تو اسے بچاتی ہے۔ اور یہی معنی ہے وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها۔ اس وقت پوری دنیا جہنم کدہ ہے لوگ اس میں گر رہے ہیں' انسانیت کو ہلاکت سے بچانا حضور اکرم ﷺ کا فرض منصبی تھا۔ ظلم و بربریت وملوکیت کا راستہ آپ ﷺ نے روکا۔ وہ انسان جو آپ ﷺ کا وارث ہوگا' وہ بھی یہی کام انجام دے گا۔ مجموعی حیثیت سے انسانیت آج جاہلیت اولیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ تزکیہ نفس کے سلسلے میں صوفیہ کا ایک سلسلہ ہے چاروں سلاسل نقشبندی یا مجددیہ' قادریہ اور سہروردیہ یہ بھی صحیح ہیں۔ بہرصورت تلاوت کتاب' تعلیم کتاب اور تزکیہ اخلاق یہ تین ڈیوٹیاں ہیں آپ کی۔

حضور اقدس ﷺ کی امت کی ہدایت کیلئے تڑپنا: حضور اقدس ﷺ اس کیلئے تڑپتے رہے' جیسے کہ ایک شمع بھڑک کر جلتی ہے' رات کی تاریکی سے صبح کے نور تک یہ اپنا کام کرتی رہتی ہے' اسی طرح حضور اقدس ﷺ بھی انسانیت کیلئے گھلتے تھے' جس طرح ایک انسان سے اپنی محبوب چیز ہاتھ سے نکل کر ضائع ہوتی ہے' وہ افسوس کرتا ہے اور خفا ہوتا ہے' یہی حال انسان کو ہلاکت کی طرف جاتے ہوئے اور حقانیت سے اعراض کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی ہوتی۔ لعلک باخع نفسک الا یکونو مومنین ۔ بخع گھلنے کو کہتے ہیں۔ عالم روشنی ہے' جب تک ظلمت وتاریکی ہوگی اسوقت تک یہ روشنی اپنا کام دکھاتی رہے گی۔ ایک عالم نے لکھا ہے کہ ہر پارٹی کا منشور ہوتا ہے تو امت محمدی بھی ایک پارٹی ہے' خدا کی پارٹی حزب اللہ انتساب اللہ کی طرف ہے۔ اس کے مقابل حزب الشیطان ہے۔ یہ امت ایسی امت ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ و کذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا اشهدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا ۔ وسط کی تفسیر عدل سے کی گئی ہے جو بہترین کے معنی میں آیا ہے۔

امت کا منشور: اس امت کا منشور گواہی دینا ہے۔ میدان محشر میں جب تمام امتیں اپنے انبیاء علیہم السلام کی ہدایت وتبلیغ سے مکر جائیں گی تو اس وقت امت محمدیہ انبیاء کی طرف سے گواہی میں پیش ہوں گی کہ انبیاء نے ہر زمانہ میں ہدایت پہنچائی اور ان کو صحیح راستہ پر لانے کی کوششیں کیں پھر اس امت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر لوگوں کو نیکی کی طرف ترغیب اور برائی سے روکتا ہے' امت روز محشر بھی حق گواہی دے کر نیکی کریگی۔

امت کی گواہی کے بعد رسول اللہ ﷺ بطور گواہ بن کر آئیں گے۔ وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا۔

شہادت کی اہمیت: شہادت کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان کی صورت میں شهادت علی الحق کا اعلان ہوتا ہے۔ اشهد کے گرد سارا نظام چل رہا ہے۔ گواہی دینا کوئی آسان کام نہیں' اس میں اذیتوں اور سختیوں کو جھیلنا پڑتا ہے۔ کبھی اس کے نتیجے میں انسان قتل بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام اسی کی وجہ سے آگ میں ڈالے گئے۔ ان کو ملک بدر کیا گیا۔ اپنی بیوی اور بچے کو اکیلے وادی غیر ذی زرع میں اسی شہادت کی خاطر چھوڑا۔ شہادت کا مفہوم انتہائی وسیع ہے۔ ہر چیز میں شہادت حقہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ تہذیب میں بھی، تمدن میں بھی، دعوت میں بھی۔ اسی شہادت کو اپنانے کی ترغیب علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ امت کو اس پر لاکھڑا کیا جائے۔ میں انہی باتوں پر اکتفا کرتے ہوئے آپ کا اور مولانا عبدالحمید کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

مولانا عبدالحمید کے اختتامی کلمات : مجلس کے اختتام پر مولانا عبدالحمید، مہتمم مدرسہ زاہدان نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج ہمارے لئے بڑی سعادت اور خوشی کا مقام ہے کہ پاکستان کے عظیم المرتبت علماء ہمارے ہاں تشریف آوری فرمائی ہیں۔ یادگارِ اسلاف امت حضرت مولانا عبدالحق" جو دارالعلوم دیوبند کے معروف استاذ تھے، انکی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انکی علمی و دینی خدمات کا سارا زمانہ معترف ہے۔ انکا مدرسہ اسوقت چاردانگ عالم میں نورِ نبوت ﷺ پھیلانے میں مصروف عمل ہے۔ یہ اسی ادارہ کے عظیم فرزند اور مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب تھے جو سیاسی میدان میں بھی ایک عظیم مقام رکھتے ہیں۔ انکے ہاں اس وقت ساڑھے تین ہزار طلباء مصروف تعلیم ہیں۔ اللہ مزید ترقی سے نوازے۔ اسی طرح حضرت مولانا حسن جان، جو جامعہ امداد العلوم کے شیخ الحدیث و سرپرست تھے، ہزاروں طلباء و علماء نے ان سے فیض پایا ہے۔ تیسرے مہمان مولانا عرفان الحق نوجوان عالم دین، مولانا سمیع الحق صاحب کے برادرزادہ اور دارالعلوم حقانیہ کے مدرس ہیں، تہران کانفرنس میں انہوں نے فارسی زبان میں بہترین تقریر کی۔ میرے پاس انکا شکریہ ادا کرنے کے الفاظ نہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔ اسکے بعد تمام علماء سے علیحدہ علیحدہ تعارف کروایا گیا۔

مولانا حسن جان شہیدؒ کا تہران کانفرنس میں خطاب : مولانا حسن جان شہیدؒ نے تہران کانفرنس (جس کی تفصیلی روئیداد گزشتہ اقساط میں گزر چکی ہے) میں جو عربی مقالہ پیش کیا تھا اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ افسوس کہ انکی زندگی کے دوران متعلقہ اقساط میں مقالہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ شامل اشاعت نہ ہو سکا۔

خطبہ مسنونہ اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کے بعد مجھے اس عظیم کانفرنس اور اجتماع میں شرکت کی سعادت ملی۔ جس میں اسلامی دنیا کے مختلف اطراف و اکناف سے آئے ہوئے منتخب اور چیدہ چیدہ علماء کرام تشریف لائے ہیں، تاکہ وہ موجودہ دور کے مسلمانوں کے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں ذکر کریں۔ اور ان کا حل بھی ڈھونڈیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں ناچیز بھی مدعو ہے تاکہ آپ حضرات کی خدمت اقدس میں اس موضوع پر کچھ مختصراً عرض کروں اور آپ کی ملاقات سے شرف انداز ہوں، تاکہ آپ کے مقالات عزیزہ اور نفع بخش مضامین سے سماعت کا شرف حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک اجتماع میں برکت ڈالے اور ساتھ ساتھ آپ کی حیات میں بھی برکت ڈال دے، تاکہ مسلمانوں کی اصلاح

ہو سکے۔ اور ان کے اہل و عیال کو بھی اصلاح کا موقع ملے۔

امت کی برتری کے باوجود سختیوں کا گرداب: میرے معزز بزرگان اور عمائدین کرام! آج جس طرح ہر مسلمان امت مسلمہ کا قلق سے دوچار اور بے چین ہے میں بھی بے چینی محسوس کر رہا ہوں' مجھے وہ خطرات بے چین کر رہے ہیں' جو آج مسلمانوں کو ہر طرف اور جہت سے داخلی اور خارجی طور پر گھیرے ہوئے ہیں۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ جیسا کہ آج مسلمان جس دور سے گزر رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی عددی برتری مسلم ہے۔ ان کی تعداد جو ایک ارب ۱۸ کروڑ کے قریب قریب ہے' اور پاکستان میں ۱۴ ار کروڑ مسلمانوں کی جو حالت زار ہے' وہ سب کے سامنے ہے' حالانکہ مسلمانوں کے دشمن قلیل تر ہیں' عجب ہے کہ آج مسلمانوں کے پاس قدرتی خزانے موجود ہیں۔ خصوصاً مائع سونا (زرسیاہ' Black Gold) جو پیٹرول ہے۔ ان کے پاس بکثرت موجود ہے' جبکہ ان اسلامی ممالک کا حدود اربعہ بھی ایسا ہے کہ پوری دنیا کے قلب میں ان کی آبادی رچی بسی ہے' کیونکہ آزاد جمہوری ممالک جو کہ شمالی علاقوں میں آباد ہیں۔ اور دوسری طرف یورپ جو مغرب میں موجود ہے اور ہندوستان اور چین مشرقی بلاد میں آباد ہیں۔ جبکہ امریکہ پوری دنیا کی دوسری طرف آباد ہے' اور مسلمان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اہمیت والی جگہوں میں آباد ہیں' اس لئے وہ خطرے میں ہیں۔

بحری لحاظ سے مسلمانوں کے علاقہ کی اہمیت: دوسری طرف بحری لحاظ سے بھی اسے بڑا مقام حاصل ہے: چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بحری اور آبی راہوں میں اکثر حصہ ان کے پاس ہے' جیسا کہ نہر سویس جو کہ ممالک عالم اور سمندری اقطار کی چابی ہے' اور نہر دانیال جو کہ ترکی کے وسط میں ہے' اور اسی طرح جبل الطارق اور عدن کی گزرگاہ اور خلیج بھی پوشیدہ ہیں اور علی ھذا القیاس بحرابیض کے جنوبی سواحل کا حصہ ہر طرف اہم گوشے ہیں۔

عقیدہ جہاد: مسلمان اور ان کی تمام افواج جہاد کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ان کے پاس جو کچھ بھی ہے' حتیٰ کہ نفس عزیز کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے' پہاڑ ہوں' صحرائیں ہوں اور سمندر ہوں اور یخ بستہ ممالک اور گرم ترین منطقہ ہوں' وہ جہاد کرتے ہیں' اس طرح مسلمانوں کے مقابلے میں ان کے دشمن سامنا نہیں کر سکتے۔ ان متذکرہ بالا نعمتوں کی وجہ سے وہ پوری دنیا کی دشمنی میں گرفتار ہیں اور امت غمگین ہے۔ اور رو رہی ہے' جبکہ غربی استعمار کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں اور خصوصاً نیلی آنکھوں والے دشمن جن کا تعلق امریکہ سے ہے۔ اور ان کے حلیف و مددگار جو افغانستان عراق' فلسطین' قبرص اور اریٹریا و کشمیر بوسنیا وغیرہ اسلامی ممالک میں شر پھیلا رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں پر افسوس اور عرب پر صد افسوس۔ آخر ان مسائل کا حل کیا ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تجویز کردہ حل: مسلمانوں کے اہم تاریخی فیصلوں سے متعلق کتب تاریخ میں ایک کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خواب میں دیکھا' جنہوں نے سب سے پہلے مرتدین کے خلاف

جہاد کیا اور مسلمانوں کو واپس اپنی منزل کی طرف لانے میں اہم کردار ادا فرمایا۔ اور اسلام سے کفر کو ہٹایا اور اس آیت کے صحیح مصداق ٹھہرے۔ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم۔

بہر حال وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے انہیں خواب میں دیکھ کر ان کے سامنے مسلمانوں کے حالت زار کا تذکرہ کیا جو مشرق و مغرب میں ان کو پیش آ رہا ہے تو آپؒ نے مجھے فرمایا' حقیقت یہ ہے کہ اس کی وجہ ان کا کتاب اللہ سے عملاً انحراف ہے' اگر وہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورۃ اخلاص پر بھی عمل کرتے۔ تو ان کو اعزاز و اکرام حاصل ہوتا' اور کفار کا خاتمہ ہوتا اور ذلیل ہوتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں خواب سے بیدار ہوا اور میں اس بارے میں فکر مند ہوا' سورۃ مبارکہ میں غور کے بعد معلوم ہوا کہ اس سورت کریمہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے ۳ خاص صفات کا تذکرہ ہوا ہے۔ اگر مسلمان ان صفات سے اپنا حصہ حاصل کر لیتے تو وہ کامیاب ہوں اور ' ان کا دشمن ذلیل و خوار ہو۔

وحدانیت امتہ: سب سے پہلے توحید اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہے' مسلمان وحدت اسلامی میں آئے' تو ان کو ایک خلیفہ کے سائے میں کامیابی حاصل ہوئی اور ان کو کلمہ واحدہ پر اتفاق کی وجہ سے دشمنوں کے مقابلے کی توفیق ہوئی اور ان پر سطوت و غلبہ حاصل کیا۔ اس سلسلے میں ان کو سب سے پہلے اپنے باہمی اختلافات سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہوگی اور اپنے پچھلے اسلاف و متقدمین کی حرمت و عزیمت کا خاص خیال رکھنا ہوگا۔ جو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تھے' ان کی اقتداء و پیروی کریں' اور اللہ کے راستے میں قربانی پیش کریں اور اسلام کے بے داغ چہرے سے کفر کو ہٹائیں' اسلام کا چہرہ جو روشن اور خندہ زن ہے۔ اور فروعی مسائل سے گریز کریں۔

کفر سے بے نیازی: صمدیت کی طرف اسی سورۃ کی دوسری آیت کا اشارہ ہے۔ اس میں بے نیازی کی صفت کا تذکرہ ہے' اگر موجودہ دور کے مسلمان بے نیاز اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہوئے خود بھی مشرق و مغرب کے آلات' مصنوعات' اور جنگی آلات کی دست نگر ہونے سے بے نیاز ہو جائیں۔ ان کے اخلاق عادات صفات اور اور ان کے جملہ تہذیبی اقدار سے بے نیاز ہو جائیں' تو کام بن جائے' جبکہ آج کا مسلمان غیروں کے طریقوں پر فخر کر رہا ہے اور اغیار کے قوانین اور ان کے موضوع لباس و اخلاق سے استفادہ کرتا ہے ہیں' جس کی وجہ سے آج ہم اتنے نیچے آ چکے ہیں کہ یہی مغربی لوگ ہمیں انسان نہیں بلکہ بندروں کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم تاریخ عظیم پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ قدیم زمانے میں ہم نے اپنے آلات کو استعمال کیا' مصنوعات اپنی تھیں' ہم خود کفیل تھے' اور ہم کو فخر تھا۔ اس زمانے میں دولت ایمان پر اسلامی اقدار پر اور قوانین اسلام پر اور اپنی زبان پر ہم کو فخر ہوتا تھا۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۸ پر)